THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

معاصر بین المذاہب معاہدات اور پائیدار عالمی امن: معاہدۂ ابراہام کا اسلامی اصولِ عدل و رواداری کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Contemporary Interfaith Agreements and Sustainable Global Peace: An Analytical Study of the Abraham Accords in the Light of the Islamic Principles of Justice and Tolerance

Amna Ahmad[1], Dr. Rana Muhammad Adrees[1*] and Dr. Muhammad Tariq Ramzan[1]
[1]Department of Arts and Humanities, Superior University, Lahore, 54000, Pakistan
Corresponding author: (Rana Muhammad Adrees) m.adrees.sgd@superior.edu.pk

Absract

In the contemporary international system, religious, political, and civilizational differences pose significant challenges to global peace. The Israel–Palestine conflict in the Middle East is a prominent example, affecting not only the political and social conditions of the region but also international peace, human rights, and interfaith relations. In this context, the Abraham Accords, introduced in 2020, have been regarded as a significant diplomatic development aimed at normalizing relations between Israel and several Arab states. On September 15, 2020, agreements involving Israel, the United Arab Emirates, and Bahrain were signed in Washington, followed by normalization initiatives with Morocco and Sudan. The United Nations Treaty Collection records the UAE–Israel agreement as a treaty concerning peace, diplomatic relations, friendship, cooperation, and full normalization of relations (United Nations, 2021).This article examines the Abraham Accords not merely as diplomatic or political agreements but in the light of Islamic principles of justice, tolerance, fulfillment of covenants, human dignity, mutual respect, and peaceful coexistence. The central question of the study is whether such interfaith and interstate agreements can contribute effectively to sustainable global peace and what conditions are required for their success from an Islamic perspective. The study employs historical, analytical, and comparative approaches and draws upon the Qur'an, Prophetic traditions and primary documents of the Abraham Accords, United Nations sources, and contemporary academic research. The findings indicate that the Abraham Accords have created new opportunities for diplomatic engagement, economic cooperation, trade, tourism, technology, and people-to-people relations; however, equating them with complete and sustainable peace would be premature. In particular, unresolved issues concerning Palestine, equality, justice, human rights, and the underlying causes of the conflict remain significant challenges. Therefore, from the perspective of Islamic principles of peace, sustainable peace requires more than state-level normalization; it requires a comprehensive, impartial, humane, and inclusive peace founded on justice, equality, human dignity, and mutual respect.

Keywords :Interfaith Dialogue, Abraham Accords, Global Peace, Islamic Concept of Justice, Tolerance, Sustainable Peace, Israel–Palestine Conflict, Interfaith Relations, Peaceful Coexistence, Human Rights

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تعارف

امن انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت اور تہذیبی ترقی کی اولین شرط ہے۔ فرد، معاشرہ، ریاست اور عالمی برادری کسی بھی سطح پر اس وقت تک پائیدار ترقی حاصل نہیں کر سکتے جب تک انہیں امن، انصاف، قانون کی بالادستی اور انسانی احترام کی ضمانت حاصل نہ ہو۔ جدید دنیا میں جنگوں، مسلح تنازعات، مذہبی کشیدگی، نسلی تعصبات، سیاسی تنازعات اور معاشی عدم مساوات نے امن کے روایتی تصور کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف میں سے ایک ہدف پر امن اور جامع معاشروں کا قیام، سب کے لیے انصاف تک رسائی اور مؤثر، جواب دہ اور جامع اداروں کی تشکیل ہے۔ اقوام متحدہ واضح طور پر اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ پائیدار ترقی، انسانی حقوق، قانون کی حکمرانی، امن اور سلامتی باہم مربوط ہیں (United Nations, 2026)

اسلامی تعلیمات میں امن کو محض جنگ نہ ہونے کے معنی میں نہیں لیا گیا بلکہ اسے عدل، انسانی احترام، وفائے عہد، رواداری اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ قرآن مجید انسانوں کو عدل قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: "اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى" یعنی عدل کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے (المائدۃ، 5: 8) اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تصورِ عدل کسی فرد، گروہ، قوم یا مذہب کی وابستگی تک محدود نہیں بلکہ ایک عمومی اخلاقی اصول ہے۔ اسی طرح قرآن مجید غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات کے بارے میں واضح کرتا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کرتے اور انہیں ان کے گھروں سے نہیں نکالتے، ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا (ممتحنہ، 60: 8)۔ اس طرح اسلام پُرامن بقائے باہمی، انصاف اور مذہبی اختلاف کے باوجود انسانی تعلقات کی گنجائش فراہم کرتا ہے۔

مذہبی اختلاف بذاتِ خود جنگ کا لازمی سبب نہیں ہے۔ قرآن مجید انسانوں کے مختلف قبائل اور اقوام میں تقسیم کیے جانے کو باہمی تعارف کا ذریعہ قرار دیتا ہے: "لِتَعَارَفُوا" (الحجرات، 49: 13) اس تصور کی روشنی میں بین المذاہب مکالمہ صرف مذہبی رواداری کی ایک اخلاقی سرگرمی نہیں بلکہ عالمی امن کی تعمیر کا ایک ممکنہ ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ معاصر علمی تحقیق بھی اس بات پر زور دیتی ہے کہ بین المذاہب مکالمہ تنازعات کے حل، اعتماد سازی اور قیام امن میں کردار ادا کر سکتا ہے، اگرچہ اس ماڈل پر یہ تنقید بھی موجود ہے کہ محض مکالمہ اس وقت کافی نہیں رہتا جب تنازع کی بنیادی سیاسی اور ساختی ناانصافیاں برقرار رہیں. (Abu-Nimer, 2015)

اسی وسیع تناظر میں معاہدۂ ابراہام ایک اہم معاصر مثال کے طور پر سامنے آتا ہے۔ 2020ء میں اسرائیل، متحدہ عرب امارات اور بحرین کے درمیان تعلقات کو معمول پر لانے کے معاہدات نے عرب۔اسرائیل تعلقات میں ایک نئی سفارتی سمت پیدا کی۔ امریکی حکومت کی جانب سے جاری کردہ اصل دستاویزات کے مطابق ان معاہدات کا مقصد سفارتی تعلقات، اقتصادی تعاون اور خطے میں امن، سلامتی اور خوش حالی کے لیے نئے تعلقات کو فروغ دینا تھا۔ (U.S. Department of State, 2020)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تاہم معاہداتِ ابراہام کے بارے میں علمی اور سیاسی آرا یکساں نہیں ہیں۔ ایک نقطۂ نظر کے مطابق ان معاہدات نے اسرائیل اور عرب ممالک کے درمیان براہِ راست روابط، تجارت، سرمایہ کاری، سیاحت، ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں تعاون کے نئے امکانات پیدا کیے جبکہ ناقدین کا مؤقف ہے کہ ان معاہدات نے اسرائیل۔ فلسطین تنازع کے بنیادی مسئلے کو حل کیے بغیر تعلقات کی بحالی کے عمل کو آگے بڑھایا، جس سے فلسطینی مسئلہ علاقائی سفارت کاری میں نسبتاً پس منظر میں چلا گیا (Hallward & Biygautane, 2024)

یہاں اسلامی اصولِ عدل ایک اہم تجزیاتی معیار فراہم کرتا ہے۔ اسلام امن کا مخالف نہیں؛ بلکہ امن کی طرف پیش قدمی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، لیکن ایسا امن جو ظلم، حق تلفی یا ناانصافی کی قیمت پر قائم ہو، اسلامی تصورِ عدل کے ساتھ مکمل مطابقت نہیں رکھتا۔ قرآن مجید کا اصول ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی انسان کو انصاف سے نہ ہٹائے (المائدۃ، 5: 8)۔ اس لیے اسلامی زاویے سے کسی بھی امن معاہدے کا جائزہ صرف اس بنیاد پر نہیں لیا جاسکتا کہ اس نے دو ریاستوں کے تعلقات معمول پر لائے، بلکہ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ کیا وہ انسانی حقوق، انصاف، مساوات، شہری تحفظ اور کمزور فریق کے جائز حقوق کے لیے بھی مؤثر بنیاد فراہم کرتا ہے۔

معاہداتِ ابراہام کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ مذہبی شناخت، ریاستی مفاد، علاقائی سلامتی، معاشی تعاون اور بین الاقوامی سفارت کاری کو ایک ہی فریم میں جمع کرتے ہیں۔ ان معاہدات کے نتیجے میں اسرائیل اور متعلقہ عرب ممالک کے درمیان براہِ راست تعلقات کے کئی نئے شعبے کھلے۔ امریکی کانگریس کے ایک سرکاری دستاویزی ریکارڈ میں 2019ء سے 2022ء کے درمیان اسرائیل اور ابراہام معاہدات میں شامل ممالک کے مجموعی تجارتی حجم میں نمایاں اضافے کا حوالہ دیا گیا ہے، اگرچہ ایسے معاشی اعداد کو براہِ راست پائیدار امن کی دلیل سمجھنا ضروری نہیں۔ (U.S. Congress, 2023–2024)

لہٰذا اس تحقیق کا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ ریاستی تعلقات کی normalization امن کی طرف ایک قدم ہو سکتی ہے، مگر پائیدار امن کی تکمیل کے لیے عدل، انسانی حقوق، باہمی احترام، تنازعات کے بنیادی اسباب کا حل اور متاثرہ آبادیوں کی شمولیت ضروری ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں معاہدۂ ابراہام کو اسلامی اصولِ عدل و رواداری کی روشنی میں تنقیدی طور پر سمجھنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ (Litrature Review)

- **Lazin (2023):**

Lazin نے معاہداتِ ابراہام کے سفارتی اور اقتصادی امکانات کا جائزہ لیتے ہوئے تجارت، سرمایہ کاری، سیاحت، صحت، پانی اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں تعاون کو نمایاں کیا۔ تاہم انہوں نے واضح کیا کہ فلسطینی مسئلے کا حل "Normalization" کی پیشگی شرط نہیں تھا۔ (Lazin, 2023)

- **Hallward and Biygautane (2024):**

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس مطالعے میں عرب ریاستوں کی اسرائیل کے ساتھ "Normalization" پالیسیوں کو قومی مفادات، علاقائی سیاست اور بدلتی ہوئی سفارتی ترجیحات کے تناظر میں واضح کیا گیا۔ تحقیق نے فلسطینی ریاست کے قیام کو "Normalization" کی لازمی شرط نہ بنانے کو سابقہ عرب پالیسی سے اہم تبدیلی قرار دیا۔ (Hallward & Biygautane, 2024)

- **Goldstein (2022):**

Goldstein نے معاہداتِ ابراہام کے فلسطینی مہاجرین کے مسئلے پر اثرات کا جائزہ لیا اور واضح کیا کہ ان معاہدات نے مہاجرین کے مسئلہ کا براہِ راست حل پیش نہیں کیا۔ تاہم بدلتی ہوئی علاقائی سیاست میں فلسطینی مسئلے کے لیے نئے امکانات پیدا ہونے کی گنجائش بھی بیان کی گئی۔ (Goldstein, 2022)

- **Bayrak (2021):**

Bayrak نے پائیدار مشرقِ وسطیٰ کے امن کے لیے فلسطینی مسئلے کو بنیادی اہمیت دی اور واضح کیا کہ معاہدہ ابراہم کو مکمل قیام امن کے بجائے وسیع تر اسرائیل۔ فلسطین تنازع کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے (Bayrak, 2021)

- **Baqai and Mehreen (2021):**

Baqai اور Mehreen نے معاہداتِ ابراہام کو عرب۔اسرائیل تعلقات میں نئی علاقائی صف بندی کے تناظر میں دیکھا۔ان کے مطابق "Normalization"(تعلقات کی بحالی) نے فلسطینی مسئلے سے متعلق عرب ریاستوں کی سابقہ اجتماعی پالیسی میں تبدیلی کے امکانات پیدا کیے۔ (Baqai & Mehreen, 2021)

- **El Kurd (2024):**

El Kurd نے "Normalization" کے تنقیدی پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے سوال اٹھایا کہ آیا ایسے معاہدات فلسطینی مسئلے کو پس پشت ڈالنے اور موجودہ علاقائی سیاسی طاقت کے ڈھانچوں کو مضبوط کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ (El Kurd, 2024)

- **Monshipouri (2025):**

Monshipouri نے غزہ کی جنگ کے بعد معاہدہ ابراہم کے مستقبل کا جائزہ لیتے ہوئے نشاندہی کی کہ اگرچہ اقتصادی و تکنیکی تعاون میں اضافہ ہوا، تاہم فلسطینی مسئلہ اور وسیع تر علاقائی سلامتی کے بنیادی چیلنجز بدستور موجود ہیں۔ (Monshipouri, 2025)

- **بین المذاہب امن کے مطالعات:**

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Abu-Nimer (2015) اور Merdjanova and Brodeur (2009) کے مطالعات سے واضح ہوتا ہے کہ بین المذاہب مکالمہ قیام امن اور تنازع کے حل میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، تاہم مؤثر امن کے لیے مکالمے کو انصاف، انسانی حقوق اور تنازعات کے بنیادی اسباب کے حل سے مربوط کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ مطالعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہداتِ ابراہام پر سیاسی، سفارتی، معاشی اور علاقائی زاویوں سے خاطر خواہ تحقیق موجود ہے، تاہم اسلامی اصولِ عدل، رواداری، وفائے عہد، انسانی کرامت اور پُرامن بقائے باہمی کو جامع تجزیاتی فریم ورک کے طور پر استعمال کرتے ہوئے معاہدات کا جائزہ نسبتاً کم لیا گیا ہے۔ یہی خلا موجودہ تحقیق کی بنیادی علمی ضرورت اور امتیاز کو واضح کرتا ہے۔

منہج تحقیق

اس تحقیق میں معیاری (Qualitative)، تجزیاتی (Analytical)، تاریخی (Historical) اور تقابلی (Comparative) تحقیقی طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے۔ چونکہ موضوع بنیادی طور پر معاہدات، مذہبی اصولوں، تاریخی واقعات، سفارتی دستاویزات اور علمی آرا کے تجزیے سے متعلق ہے، اس لیے مقداری سروے کے بجائے دستاویزی اور متنی تجزیہ زیادہ موزوں ہے۔

تحقیق کے بنیادی مصادر میں قرآن مجید، کتبِ حدیث، معاہداتِ ابراہام کی اصل دستاویزات، اقوام متحدہ کے معاہداتی ریکارڈ، امریکی سرکاری دستاویزات، بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس اور ماہرین کے جائزے سے منظور شدہ علمی لٹریچر شامل ہیں۔ متحدہ عرب امارات اور اسرائیل کے درمیان معاہدہ اقوام متحدہ کے "United Nations Treaty Series" میں بھی درج ہے، جہاں اس کا عنوان امن معاہدہ، سفارتی تعلقات اور ان کی مکمل بحالی، دوستی اور تعاون سے متعلق ہے۔(United Nations, 2021)

تاریخی طریقۂ تحقیق کے ذریعے اسرائیل۔ عرب تعلقات، 2002ء کے عرب امن اقدام، 2020ء کے معاہداتِ ابراہام اور اس کے بعد کے علاقائی حالات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ تجزیاتی طریقے کے تحت معاہدات کے بنیادی مقاصد، دفعات اور عملی اثرات کا اسلامی اصولوں کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ تقابلی طریقے سے "بین الریاستی تعلقات کی بحالی"(state-to-state normalization) اور "انصاف پر مبنی پائیدار امن " کے تصورات کا موازنہ کیا گیا ہے۔

تحقیق میں مواد کے تجزیے (Content Analysis) کے ذریعے معاہداتِ ابراہام کی اصل دستاویزات، سرکاری بیانات اور علمی تحقیقات میں موجود امن، سلامتی، تعاون، رواداری، انسانی حقوق اور علاقائی استحکام جیسے اہم تصورات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سیاسی دعووں کی صحت جانچنے کے لیے انہیں اصل دستاویزات اور مستند علمی تحقیقات سے تقابلی طور پر جانچا گیا ہے۔

اسلامی اصولِ عدل ورواداری اور بین المذاہب امن

اسلامی تصورِ امن کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے عدل کے تصور کو سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں عدل کو انسانی معاشرے کی بنیادی اخلاقی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: "إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"، یعنی بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(النحل،16: 90)۔ یہ حکم کسی خاص مذہبی یا قومی گروہ تک محدود نہیں۔ اسلامی سیاسی و سماجی اخلاقیات میں عدل کا مطلب یہ ہے کہ ہر فرد اور ہر گروہ کے حقوق اس کی انسانی حیثیت کے مطابق تسلیم کیے جائیں۔

قرآن مجید جنگی یا سیاسی دشمنی کے باوجود عدل سے انحراف کی اجازت نہیں دیتا۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا گیا: "وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ" (المائدۃ، 5 :8) اس آیت کی روشنی میں امن معاہدے کا بنیادی معیار یہ نہیں کہ فریقین اپنے سیاسی مفادات حاصل کر لیں، بلکہ یہ بھی ہے کہ معاہدے میں عدل اور حقوق کا لحاظ ہو۔

دوسرا اہم اصول رواداری ہے۔ اسلام مذہبی اختلاف کو انسانی معاشرے کی ایک حقیقت تسلیم کرتا ہے۔ قرآن مجید کا اصول ہے: "لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ" (االبقرۃ،2 :256) اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کے معاملے میں جبر اسلامی منہج کا بنیادی طریقہ نہیں۔ اسی طرح قرآن مجید مسلمانوں کو اہل کتاب سے بہترین انداز میں گفتگو کرنے کی تعلیم دیتا ہے (العنکبوت، 29 :46) اس سے بین المذاہب مکالمے کی ایک بنیادی اخلاقی بنیاد سامنے آتی ہے۔

تیسرا اصول وفائے عہد ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے: "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا" (الاسراء، 17 :34)۔ لہٰذا اگر فریقین کسی جائز اور منصفانہ معاہدے پر متفق ہوں تو اس کی پاسداری اسلامی اخلاق کا اہم حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بھی معاہدات کی پاسداری اور مختلف مذہبی گروہوں کے ساتھ سیاسی معاہدات کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ میثاقِ مدینہ اس سلسلے میں ایک نمایاں تاریخی مثال ہے، جہاں مختلف مذہبی و قبائلی گروہوں کو ایک سیاسی برادری کے اندر باہمی ذمہ داریوں اور امن کے اصولوں کے ساتھ منظم کیا گیا۔ (Ibn Hishām, 1955)

چوتھا اصول انسانی کرامت ہے۔ قرآن مجید اعلان کرتا ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" (الاسراء، 17 :70) اس آیت کی روشنی میں کسی بھی امن کے منصوبے کا آخری مقصد انسان کی جان، عزت، آزادی اور بنیادی حقوق کا تحفظ ہونا چاہیے۔ یہی اصول جدید "انسانی تحفظ" (human security) اور "انسانی حقوق" (human rights) کے تصورات سے بھی ایک اہم مکالمہ پیدا کرتا ہے۔

معاہدۂ ابراہام: نوعیت اور بنیادی جہات

معاہداتِ ابراہام کو ایک واحد روایتی "معاہدہ امن" سمجھنے کے بجائے اسرائیل اور عربوں کے درمیان سفارتی تعلقات کو معمول پر لانے کے ایک جامع فریم ورک کے طور پر سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔ 2020ء میں اسرائیل اور متحدہ عرب امارات کے درمیان مکمل سفارتی تعلقات اور تعاون کے لیے معاہدہ ہوا، اسی سال بحرین کے ساتھ بھی "سفارتی تعلقات کی بحالی کا معاہدہ" سامنے آیا۔ بعد ازاں مراکش اور سوڈان کے ساتھ اسرائیل کے تعلقات معمول پر لانے کے اقدامات ہوئے۔ (U.S. Department of State, 2020)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ان معاہدات میں سفارتی تعلقات کے قیام کے ساتھ تجارت، سرمایہ کاری، سیاحت، پانی، صحت، ٹیکنالوجی، زراعت اور دیگر شعبوں میں تعاون کے امکانات شامل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محققین نے انہیں روایتی جنگ بندی کے بجائے علاقائی تعاون کی طرف بڑھنے والا قدم قرار دیا ہے۔ (Lazin, 2023)

تاہم اصطلاحی اعتبار سے ایک اہم فرق ضروری ہے۔ متحدہ عرب امارات اور بحرین اسرائیل کے ساتھ ان معاہدات سے پہلے اسرائیل کے ساتھ روایتی جنگ میں شامل نہیں تھے۔ اس لیے ان معاہدات کو "مصر۔اسرائیل" یا "اردن۔اسرائیل معاہداتِ امن" کی عین مماثل "معاہداتِ امن" سمجھنا محتاط علمی رویہ نہیں ہوگا۔ ان کا مرکزی پہلو سفارتی تعلقات کی بحالی اور بین الریاستی تعاون تھا۔ (Lazin, 2023)

یہ معاہدات مذہبی حوالے سے بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ "Abraham" کی نسبت یہودی، عیسائی اور اسلامی روایات کی مشترک ابراہیمی نسبت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس سے بین المذاہب مکالمے اور مشترکہ مذہبی ورثے کو diplomatic discourse میں استعمال کرنے کی ایک نئی مثال سامنے آتی ہے۔ تاہم مذہبی symbolic language کو حقیقی امن میں تبدیل کرنے کے لیے صرف مشترکہ مذہبی حوالہ کافی نہیں؛ اس کے لیے انصاف، انسانی حقوق اور عملی شمولیت بھی ضروری ہے۔

معاہداتِ ابراہام کے مثبت اثرات

معاہداتِ ابراہام کا سب سے واضح مثبت پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اسرائیل اور متعلقہ عرب ریاستوں کے درمیان براہِ راست سفارتی روابط قائم کیے۔ سفارتی تعلقات کے قیام سے رابطے کے ذرائع پیدا ہوئے جو مستقبل کے تنازعات میں براہِ راست رابطے، مذاکرات اور ثالثی کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں۔ بین الاقوامی تعلقات میں رابطے کے ذرائع کا قیام بذاتِ خود تنازعات کے انتظام کا ایک اہم طریقہ کار سمجھا جاتا ہے۔

دوسرا اہم پہلو اقتصادی تعاون ہے۔ معاہدات کے بعد تجارت، سرمایہ کاری، سیاحت، صحت، ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں تعلقات میں اضافہ ہوا۔ امریکی سرکاری ریکارڈ کے مطابق 2019ء سے 2022ء کے درمیان اسرائیل اور ابراہام معاہدات میں شامل ممالک کے درمیان مجموعی تجارت میں نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا (U.S. Congress, 2023–2024) یہ معاشی روابط اس مفروضے کو تقویت دیتے ہیں کہ مشترکہ اقتصادی مفادات بعض حالات میں ریاستوں کے درمیان تنازع کے محرکات کو کم اور تعاون کے محرکات کو بڑھا سکتے ہیں۔

تیسرا مثبت پہلو بین المذاہب روابط ہیں۔ اگر ریاستی سطح کے سفارتی تعلقات کو عوامی اور مذہبی سطح کے مکالمے سے جوڑا جائے تو یہودی، مسلم اور دیگر مذہبی برادریوں کے درمیان تاریخی غلط فہمیوں کو کم کرنے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ تاہم اس امکان کو حقیقی قیام امن میں تبدیل کرنے کے لیے عوامی سطح کے اقدامات، تعلیمی تبادلے، مذہبی قیادت اور سول سوسائٹی کی شمولیت ضروری ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

چوتھا پہلو علاقائی یکجہتی ہے۔ معاہداتِ ابراہام نے مشرقِ وسطیٰ میں اس تصور کو تقویت دی کہ اسرائیل اور بعض عرب ریاستوں کے تعلقات کو صرف جنگ اور تنازع کے فریم میں نہیں بلکہ کامرس، ٹیکنالوجی، سیاحت اور علاقائی تعاون کے فریم میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ معاہدات روایتی "تنازعات کے نظم ونسق"(conflict management) سے آگے بڑھ کر "علاقائی یکجہتی" (regional integration) کے امکان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

اسلامی اصولِ عدل کی روشنی میں معاہداتِ ابراہام کے مسائل

مثبت اثرات کے باوجود اسلامی اصولِ عدل کی روشنی میں معاہداتِ ابراہام کے بارے میں اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ سب سے بنیادی سوال فلسطینی مسئلے کا ہے۔ موجودہ علمی تحقیق اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ 2020ء کے "بحالی تعلقات معاہدات میں اسرائیل۔ فلسطین تنازع کا حل تعلقات معمول پر لانے کی بنیادی شرط نہیں تھا (Hallward & Biygautane, 2024; Lazin, 2023)

یہاں اسلامی تصورِ عدل ایک تنقیدی معیار فراہم کرتا ہے۔ اگر ایک معاہدہ دو ریاستوں کے درمیان تعلقات بہتر بناتا ہے لیکن ایک جاری تنازع کے بنیادی انسانی مسائل کو حل کرنے کے لیے کوئی مؤثر لائحہ عمل فراہم نہیں کرتا، تو اسے مکمل اور جامع "امن معاہدہ" کہنا مشکل ہو گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی ریاست کو کسی دوسرے ملک سے تعلقات قائم کرنے کا حق نہیں؛ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا علاقائی امن کا منصوبہ اس تنازع کے متاثرین کے حقوق کو بھی اپنی اخلاقی ترجیحات میں شامل کرتا ہے؟

Goldstein(2022) کے مطابق معاہداتِ ابراہام نے فلسطینی مہاجرین کے مسئلہ کو براہِ راست حل نہیں کیا۔ اسی طرح جدید تحقیق یہ بھی بتاتی ہے کہ فلسطینی مسئلہ علاقائی تعلقات کی بحالی کے وسیع تر عمل میں نسبتاً پس منظر میں چلا گیا۔ (Burdah, 2024)

اسلامی اصول کے مطابق کسی مسئلے میں فریقین کے مفادات کو تسلیم کرنا اس وقت تک کافی نہیں جب تک کمزور یا متاثرہ فریق کے حقوق بھی ملحوظ نہ رکھے جائیں۔ قرآن مجید کا عدل کا اصول یہی تقاضا کرتا ہے کہ طاقت کے عدم توازن کو انصاف کے تقاضوں سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

پائیدار عالمی امن کے تناظر میں معاہدہ ابراہام کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

پائیدار امن اور محض تنازع سے پاک صورتحال میں فرق کرنا ضروری ہے۔ اگر دو ریاستیں جنگ نہ کرنے پر متفق ہو جائیں تو یہ منفی امن کی ایک صورت ہو سکتی ہے، لیکن مثبت یا پائیدار کے لیے انصاف، انسانی تحفظ، اعتماد، معاشی مواقع، سیاسی شمولیت اور بنیادی تنازعات کا حل بھی ضروری ہے۔ اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے ہدف "امن، انصاف اور مضبوط ادارے" کا تصور بھی امن کو انصاف، قانون کی حکمرانی اور جامع اداروں سے جوڑتا ہے۔ (United Nations, 2026)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس معیار سے دیکھا جائے تو معاہداتِ ابراہام کو قیام امن کا موقع سمجھنا زیادہ مناسب ہے، نہ کہ مکمل پائیدار امن۔ ان معاہدات نے سفارتی تعلقات کی بحالی کے ذریعے ایک پلیٹ فارم فراہم کیا جس پر مزید امن اقدامات تعمیر کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ پلیٹ فارم فلسطینی مسئلے، انسانی حقوق، مساوات اور علاقائی انصاف سے مکمل طور پر جدا ہو جائے تو اس کی پائیداری محدود ہو سکتی ہے۔

حالیہ علمی مطالعات میں بھی یہی بحث سامنے آئی ہے۔ Monshipouri(2025) کے مطابق غزہ کی جنگ اور علاقائی کشیدگی نے تعلقات کو معمول پر لانے کی سیاسی لاگت کو بڑھایا ہے اور اس کے مستقبل کے امکانات کو پیچیدہ بنایا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ کوئی بھی علاقائی امن کا ڈھانچہ اپنے بنیادی تنازعاتی ماحول سے مکمل طور پر الگ نہیں رہ سکتا۔

اسلامی نقطۂ نظر اس مسئلے کو مزید واضح کرتا ہے۔ اسلام امن کے لیے گفتگو، صلح اور معاہدے کی اجازت دیتا ہے، لیکن عدل کو اس کا اخلاقی معیار قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے "وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا" (اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہو جائیں) (الانفال، 8: 61)

یہ آیت امن کی طرف پیش قدمی کی واضح بنیاد فراہم کرتی ہے۔ لیکن اسی قرآن میں عدل کی پابندی بھی لازم قرار دی گئی ہے۔ اس لیے اسلامی فریم ورک میں امن اور انصاف ایک دوسرے کے متبادل نہیں بلکہ باہم مربوط اقدار ہیں۔

اسلامی تصورِ امن اور معاہدۂ ابراہام کا تقابلی تجزیہ

اگر اسلامی اصولوں اور معاہداتِ ابراہام کو ایک تقابلی تناظر میں دیکھا جائے تو دونوں میں بعض نمایاں مشترک پہلو سامنے آتے ہیں۔ مثلاً رابطہ، تعاون، معاہدہ سازی، پُرامن تعلقات اور معاشی باہمی روابط، اسلامی سیاسی اخلاقیات میں فی نفسہٖ قابل قبول اصول ہیں۔ قرآن مجید نے معاہدات کی پاسداری کی تعلیم دی ہے اور صلح کی طرف پیش قدمی کی اجازت دی ہے۔ اس لحاظ سے ریاستوں کے درمیان سفارتی تعلقات اور باہمی تعاون اسلامی تصور سے متصادم نہیں۔

تاہم دونوں کے درمیان ایک اہم معیار فرق بھی ہے۔ معاہداتِ ابراہام کا عملی نقطہ نظر بنیادی طور پر بین الریاستی تعلقات کو معمول پر لانا ہے، جبکہ اسلامی تصورِ عدل میں امن کی اخلاقی بنیاد انسانی حقوق اور انصاف تک پھیلتی ہے۔ لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے ایک مثالی معاہدہ وہ ہو گا جو ریاستوں کے تعلقات کے ساتھ ساتھ عام انسانوں کے حقوق، مذہبی آزادی، شہری تحفظ، انسانی کرامت اور تنازع کے متاثرین کے حقوق کے لیے بھی لائحہ عمل پیدا کرے۔

یہاں میثاقِ مدینہ سے ایک اہم منہجی سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میثاقِ مدینہ نے مختلف مذہبی و قبائلی گروہوں کو ایک سیاسی معاہدہ کے ذریعے مشترکہ سلامتی، باہمی ذمہ داری اور پُرامن بقائے باہمی کے فریم میں منظم کیا۔ اس سے یہ اصول اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پائیدار امن کے لیے صرف اشرافیہ کی سطح کا معاہدہ نہیں بلکہ مختلف برادریوں یا معاشروں کی ذمہ داریوں اور حقوق کی واضح تعیین بھی ضروری ہے۔ اس تناظر میں معاہداتِ ابراہام کے مستقبل کے لیے ایک جامع ماڈل یہ ہو سکتا ہے کہ بین الریاستی تعلقات کو معمول پر لانے کے

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

عمل کو عوامی سطح کی مفاہمت و مصالحت، بین المذاہب مکالمے، علمی و تعلیمی تبادلے، ثقافتی باہمی تعامل، انسانی ہمدردی پر مبنی تعاون اور تنازعات کے حل کے طریقۂ کار کے ساتھ جوڑا جائے۔ اس طرح نارملائزیشن ایک محدود سفارتی انتظام کے بجائے جامع امن سازی کے ڈھانچہ کا حصہ بن سکتی ہے۔

خلاصہ کلام (Conclusion)

معاہداتِ ابراہام معاصر مشرقِ وسطیٰ کی سفارت کاری میں ایک اہم تبدیلی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے اسرائیل اور متحدہ عرب امارات، بحرین، مراکش اور سوڈان کے درمیان تعلقات کو ایک نئے سفارتی ڈھانچے میں داخل کیا اور تجارت، سرمایہ کاری، سیاحت، ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں تعاون کے امکانات پیدا کیے۔ اقوام متحدہ کے معاہداتی ریکارڈ اور امریکی سرکاری دستاویزات بھی ان معاہدات کی سفارتی اور قانونی نوعیت کی تصدیق کرتے ہیں۔

تاہم اس تحقیق کا بنیادی نتیجہ یہ ہے کہ نارملائزیشن کو پائیدار امن کے مترادف نہیں سمجھا جاسکتا۔ پائیدار امن کے لیے سفارتی تعلقات ضروری ہوسکتے ہیں لیکن کافی نہیں۔ امن اس وقت پائیدار ہوتا ہے جب اس کے ساتھ انصاف، انسانی حقوق، مساوات، احتساب، شمولیتی حکمرانی اور تنازعات کے حل کے مؤثر طریقۂ کار موجود ہوں۔ اقوام متحدہ کا پائیدار ترقی کا ہدف "امن، انصاف اور مضبوط ادارے" بھی امن کو انصاف، قانون کی حکمرانی اور شمولیتی ادارے کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔ (United Nations, 2026)

اسلامی اصولِ عدل و رواداری کی روشنی میں معاہداتِ ابراہام کی بنیادی قدر یہ ہے کہ انہوں نے تنازعات کے باوجود رابطے، گفت وشنید اور تعاون کے دروازے کھولے۔ یہ اسلامی تصورِ صلح اور بقائے باہمی سے اصولی طور پر ہم آہنگ ہے۔ لیکن اسی اسلامی فریم ورک کے تحت ان معاہدات پر تنقید کی گنجائش بھی موجود ہے، کیونکہ عدل کا تقاضا ہے کہ فلسطینی مسئلے اور اس سے وابستہ انسانی و سیاسی حقوق کو محض تعلقات کی بحالی (نارملائزیشن) کے عمل سے الگ نہ کیا جائے۔

لہٰذا اس تحقیق کی حتمی علمی رائے یہ ہے کہ معاہداتِ ابراہام کو نہ تو مکمل طور پر امن کا حتمی نمونہ قرار دینا درست ہے اور نہ ہی انہیں امن کے امکان سے خالی قرار دینا مناسب ہے۔ زیادہ متوازن نتیجہ یہ ہے کہ یہ معاہدات ایک سفارتی پلیٹ فارم ہیں، جنہیں اگر اسلامی اصولِ عدل، انسانی کرامت، رواداری، وفائے عہد اور جامع حقوقی انصاف کے ساتھ مربوط کیا جائے تو وہ مشرقِ وسطیٰ میں زیادہ وسیع اور پائیدار امن کے لیے ایک مؤثر ذریعہ بن سکتے ہیں۔

نتائج (Findings)

تحقیق کے تجزیے سے درج ذیل بنیادی نتائج سامنے آتے ہیں:

- معاہداتِ ابراہام نے اسرائیل اور بعض عرب ریاستوں کے درمیان سفارتی تعلقات کے ایک نئے مرحلے کی بنیاد رکھی اور علاقائی سفارتکاری میں ایک اہم تبدیلی پیدا کی۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

- ان معاہدات نے تجارت، سرمایہ کاری، سیاحت، ٹیکنالوجی، صحت اور دیگر شعبوں میں تعاون کے لیے نئے مواقع پیدا کیے۔ دستیاب سرکاری اعداد و شمار بھی تجارتی تعلقات میں اضافے کی نشاندہی کرتے ہیں ۔
- بین المذاہب مکالمے کے اعتبار سے ابراہام کی علامتی حوالہ یہودی، عیسائی اور اسلامی مذہبی روایات کے مشترک تاریخی حوالوں کو سفارتی بیانیہ میں استعمال کرنے کی کوشش ہے۔
- معاہداتِ ابراہام کو مکمل پائیدار امن سمجھنا علمی طور پر درست نہیں؛ بلکہ یہ سفارتی تعلقات کو معمول پر لانے اور بین الریاستی تعاون کی عملی نوعیت سے متعلق ہے۔
- فلسطینی مسئلہ ان معاہدات کا مرکزی حل طلب پہلو ہے۔ متعدد علمی مطالعات کے مطابق تعلقات کی بحالی، فلسطینی ریاست کے قیام کو پیشگی شرط بنائے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہیں۔(Lazin, 2023; Hallward & Biygautane, 2024)
- اسلامی اصولِ عدل کے مطابق کسی امن معاہدے کی اخلاقی قدر صرف اس کے سفارتی فوائد سے نہیں بلکہ اس کے انسانی اور حقوقی نتائج سے بھی متعین ہوتی ہے۔
- اسلام مذہبی اختلاف کے باوجود پُرامن بقائے باہمی، مکالمہ، معاہدہ سازی اور عدل کی گنجائش فراہم کرتا ہے۔ اس لیے اصولی طور پر اسرائیل اور مسلم ریاستوں کے درمیان پُرامن تعلقات اسلامی اخلاقیات کے منافی نہیں، بشرطیکہ ان میں عدل، وفائے عہد اور حقوق کی پاسداری شامل ہو۔
- پائیدار امن کے لیے تعلقات کی بحالی کے ساتھ تنازعات کا حل بھی ضروری ہے۔ اگر تعلقات کی بحالی کا عمل بنیادی تنازعات کو صرف نظر انداز کرے تو وہ پائیدار امن کے بجائے محدود سفارتی استحکام پیدا کر سکتا ہے۔
- معاہداتِ ابراہام کے مستقبل کا انحصار اس بات پر بھی ہو گا کہ کیا انہیں وسیع تر علاقائی امن کا ڈھانچہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔
- اسلامی اصولِ رواداری کا مطلب ناانصافی سے لاتعلقی نہیں بلکہ اختلاف کے باوجود انسانی احترام اور عدل کو برقرار رکھنا ہے۔

سفارشات (Recommendations)

- معاہداتِ ابراہام کو صرف سفارتی تعلقات کی بحالی کے بجائے ایک جامع علاقائی امن سازی کے جامع نظام میں تبدیل کیا جائے۔
- فلسطینی مسئلے کو علاقائی امن کے وسیع تر فریم ورک کا لازمی حصہ بنایا جائے اور فلسطینی عوام کے جائز سیاسی و انسانی حقوق کو نظر انداز نہ کیا جائے۔
- تمام فریقین کے لیے اسلامی اصولِ عدل کی بنیاد پر مساوی انسانی حقوق اور شہری تحفظ کو بنیادی معیار بنایا جائے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

- مسلم، یہودی اور عیسائی مذہبی قیادت کو باضابطہ سفارتکاری کے ساتھ عوامی سطح پر بین المذاہب مکالمہ میں شامل کیا جائے۔
- مشترکہ مذہبی ورثے کی علامتی زبان کو محض سیاسی بیانیہ کے بجائے حقیقی تعلیمی و سماجی اقدامات سے مربوط کیا جائے۔
- یونیورسٹیوں، تحقیقی ادارجات اور مذہبی سیمینارز کے درمیان علمی و تعلیمی تبادلے قائم کیے جائیں تاکہ روایتی تصورات اور تاریخی غلط فہمیوں میں کمی آئے۔
- نوجوانوں، خواتین، سول سوسائٹی اور مذہبی کمیونٹیز کو پائیدار امن پروجیکٹس میں شامل کیا جائے۔
- اقتصادی تعاون کو صرف ریاستی سطح تک محدود رکھنے کے بجائے اس کے فوائد کو عام شہریوں تک پہنچانے کے لائحہ عمل تشکیل دیے جائیں۔
- انسانی ہمدردی پر مبنی تعاون کے تحت صحت، آبی وسائل، غذائی تحفظ اور ماحولیاتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے مشترکہ علاقائی منصوبہ بندی کو فروغ دیا جائے۔
- کسی بھی امن معاہدے کی کامیابی کو صرف تجارت یا سفارتی ملاقاتوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ انسانی سلامتی، تنازعات میں کمی، حقوق کے تحفظ اور عوامی سطح کے تعلقات کے فروغ کی بنیاد پر بھی جانچا جائے۔
- فلسطینی اور اسرائیلی سول سوسائٹی کے درمیان ایسے "مکالماتی پلیٹ فارمز" قائم کیے جائیں جو ریاستی سیاست سے نسبتاً آزاد ہوں۔
- اسلامی تصورِ عدل کو معاصر مطالعاتِ امن کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے ایک ایسا نظریاتی ماڈل تیار کیا جائے جس میں امن، عدل، رواداری اور انسانی وقار کو باہم مربوط تصورات کے طور پر پیش کیا جائے۔
- اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے ہدف (SDG 16) میں شامل امن، انصاف، قانون کی حکمرانی اور شمولیتی اداروں سے متعلق اہداف کو علاقائی امن سازی کے اقدامات کے ساتھ مربوط کیا جائے۔
- معاہداتِ ابراہام کے اثرات کا آزادانہ، باقاعدہ اور شواہد پر مبنی جائزہ لیا جائے تاکہ سفارتی دعووں اور زمینی حقائق کے درمیان موجود فرق کو واضح کیا جا سکے۔
- مستقبل کے بین المذاہب معاہدات کی تشکیل میں ریاستی مفادات کے ساتھ ساتھ متاثرہ عوام کے مفادات، انسانی حقوق اور سماجی انصاف کو بھی بنیادی متعلقہ فریقین کے طور پر تسلیم کیا جائے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

References / Bibliography

- Al-Quran Al_Kareem
- Abu-Nimer, M. (2015). Religion, peacebuilding, and reconciliation: Challenges and opportunities. International Journal of Peace Studies, 20(1), 1–24.
- Abu-Nimer, M., & Nelson, R. (2021). Religion and peacebuilding: The role of religious actors in conflict transformation. Routledge.
- Baqai, H., & Mehreen, S. (2021). Abraham Accords: A journey from Arab-Israeli to Palestinian-Israeli conflict. JISR Management and Social Sciences & Economics, 19(1). https://doi.org/10.31384/jisrmsse/2021.19.1.8
- Bayrak, P. (2021). Abraham Accords: Palestine issue should be addressed for a peaceful Middle East. Cappadocia Journal of Area Studies, 3(1), 104–115. https://doi.org/10.38154/cjas.4
- Burdah, I. (2024). Dynamics of normalization in the new "Middle East": An analysis of the Abraham Accords and Arab strategic interests. Jurnal Review Politik, 14(2), 188–210. https://doi.org/10.15642/jrp.2024.14.2.188-210
- El Kurd, D. (2024). Arab–Israeli normalization, repression, and impunity. Current History, 123(857), 354–356. https://doi.org/10.1525/curh.2024.123.857.354
- Goldstein, R. (2022). The Palestinian refugees in light of the 2020 Abraham Accords. Middle East Policy, 29, 46–54. https://doi.org/10.1111/mepo.12624
- Hallward, M. C., & Biygautane, T. (2024). Arab state narratives on normalization with Israel: Justifying policy reversal. Contemporary Review of the Middle East, 11(1), 23–49. https://doi.org/10.1177/23477989231220444
- Ibn Hishām, A. (1955). Al-Sīrah al-Nabawiyyah (M. al-Saqqā, I. al-Abyārī, & A. Shalabī, Eds.). Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī.
- Lazin, F. (2023). President Donald Trump's Abraham Accords initiative: Prospects for Israel, the Arab states, and Palestinians. Politics & Policy. https://doi.org/10.1111/polp.12533
- Merdjanova, I., & Brodeur, P. (2009). Religion as a conversation starter: Interreligious dialogue for peacebuilding. Routledge.
- Monshipouri, M. (2025). The Gaza War and the future of the Abraham Accords. Middle East Policy, 32(2), 69–82. https://doi.org/10.1111/mepo.12815
- United Nations. (2021). Abraham Accords peace agreement: Treaty of peace, diplomatic relations and full normalization between the United Arab Emirates and the State of Israel. United Nations Treaty Series.
- United Nations. (2026). Goal 16: Peace, justice and strong institutions. United Nations Sustainable Development.
- United States Congress. (2023–2024). S.2413 Regional Integration and Normalization in the Middle East Act. Congress.gov.
- U.S. Department of State. (2020).The Abraham Accords. U.S. Department of State.